<u>انیف کاشر</u>

چیف جسٹس کی واپسی

چیف جسٹس کراچی سے واپس اسلام آباد چلے گئے۔ اچھا ہی ہوا انھیں جانا چاہیے تھا۔ اچھے لوگ اپنوں کا ساتھ نہیں چھوڑتے ......ان کے وکلاء کی سندھ بدری کے بعد ان کا وہاں رہنے کا جواز تھا یا نہیں مگر حکومت اور اس کی حلیف جماعتوں کو کسی طور ان کا بنیادی حق استعمال کرنا پسند نہ تھا۔ لسانی جماعت کا ہر کارندہ نجی ٹی وی چینلز پر ''یاوہ گوئی'' کرتا رہا۔ انھیں کرنی چاہیے تھی۔ ان کے ''باوا'' نے مقتدر شخصیت سے باقاعدہ اجازت جو لے رکھی تھی۔ طارق عزیز (نیشنل سیکورٹی کونسل کے سیکرٹری) سے لاشوں کے گرانے اور پھر اس پر خود ہی ماتم کناں ہونے کا ''معاملہ'' طے پا چکا تھا۔ اس لیے لاشیں گرنی چاہیے تھیں۔ گر گئیں۔ بھیڑیئے نے اپنوں کا شکار بھی کیا۔ کرنا چاہیے تھا۔ ''نوازشات'' اور ''برکات'' اسی میں تھیں مگر کوئی ان نوازشات و برکات پر کب تک پلے گا؟ کب تک جیئے گا؟ کب تک زنا، اغوا، قتل، لوٹ کھسوٹ، عیش و عشرت اپنی جاہلانہ، مکارانہ و عیارانہ گفتگو سے بچوں، جوانوں، بوڑھوں، عورتوں کو بہلاتا پھسلاتا رہے گا؟ اس کی عیاری و مکاری آخر ایک نہ ایک دن اس کے اپنے کارکنوں پر بھی عیاں ہو ہی جائے گی کہ کس طرح ان کا گرو اور اس کے چیلے ڈالروں اور دنیاوی آسائشوں کی خاطر اپنے ہی عزیز ترین کارکنوں کا بھی خون کر دیتے ہیں اور کس طرح اوروں کا رانجھا راضی رکھنے کے لیے ہر حربہ استعمال اور پرفریب چال چلنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ان کے دل پتھر اور دماغ بنجر ہو چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جائیں انھیں معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی ماؤں کے کلیجے چھلنی ہو گئے؟ کتنے دیدے پھوٹ گئے؟ کتنے بچے یتیم ہو گئے، کتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں، کتنی بہنوں کے بھائی چھن گئے۔ وہ اپنے گناہ پر نادم ہونے کی بجائے اپنے گناہ بھی دوسروں پر ڈال کر اتراتے اور اس ''کمینے جھوٹ'' پر فخریہ دندناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روڈ کی سیاست کیا معنی؟ ہم بھی تو سیاست کر رہے ہیں۔ ہم تو عدلیہ کی آزادی کی ریلی نکال کر اس میں کسی ذی شعور انسان کو جینے کا حق دیئے بغیر ''بانگ دہل'' بدی اور اس کے پوری شیطانی عوامل کے ساتھ کوشاں ہیں۔ کیا ہوا اگر پنجاب کی جاٹ حکومت نے چند بازاری کوٹوں سے چند اوباشوں کو کیموفلاج کر دیا تھا تو آج ہم نے بھی مخصوص خواتین کی ایک مخصوص تعداد کو وہی لباس زیب تن کروایا تا کہ ہمارا شمار بھی کسی نہ کسی طور پنجاب کے ہم منصب، ہم خیال و ہم نشیں میں ہو جائے۔ ہمیں ''مستقل قومی مصیبت'' سمجھنے والے بھول گئے کہ ایک ہم ہی تو ہیں جنھوں نے جنرل پرویز کی اس مشکل گھڑی میں مدد کی ہے۔ انھوں نے جب سے صدارتی ریفرنس بھیجا تھا۔ وکلاء اور عوام جس بے باکی سے چیف جسٹس کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لیے اس ریفرنس کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کروا رہے تھے۔ تب سے ان کے دل میں بے اطمانیت تھی، رات کی نینداور دن کا چین چھن چکا تھا۔ ان کے دل کو قرار اور طمانیت بخشنے کے لیے ہم تو اور بھی بہت کچھ کرتے ہیں مگر خاص طور پر ان حالات میں حسبِ سابق انسانوں کو ماہی بے آب کی طرح تڑپا کر ان کے جسموں کو چھلنی کر کے نیکی کو وہ تگنی کا ناچ نچایا کہ اسے چھپنے کی جگہ نہ مل پائی، ہماری شہ پا کر بدی ایسے دندنائی کہ خونخوار درندوں نے شرم سے گردن جھکائی اور ہم سر اٹھا کر چلے کہ فتح پائی۔

چیف جسٹس سے ان کا سندھ بار کونسل سے بنیادی، اخلاقی اور قانونی حق چھین لیا اور وہ اسلام آباد چلے گئے۔ اب ہمارے جنرل صاحب سکھ اور چین پائیں گے اور اپنے پروگرام کو آگے بڑھائیں گے۔